Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | منگل ۲۵ ربیع الاوّل ۱۴۱۱ھ، ۱۶ اخاء ۱۳۶۹ہش، ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۸۵

جیہنوں سائیاں رکھے اونوں نہ مارے کوئی

اہلیہ کی شفایابی ایک معجزہ ہے ۔ جو خدا سے نور یافتہ لوگوں کی مثال ہے

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی وفات پر اظہار تعزیت کے لئے احباب جماعت کا شکریہ

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ کے تازہ خطبہ جمعہ کا ایک اہم اقتباس

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ر اکتوبر بمقام بیت الفضل لندن میں خطبہ کے آخر پر فرمایا:۔

"... میں دو باتوں میں مختصراً تمام احباب جماعت عالمگیر کا بے حد شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ فیض کا مضمون چل رہا ہے جو خدا سے فیض یافتہ ہوں وہ پھر تمام بنی نوع انسان کو فیض پہنچاتے ہیں۔ بھائی منور جو میرے بزرگ بڑے بھائی تھے ان کی وفات کے بعد اس کثرت سے تمام دنیا سے احمدیوں کے تعزیت کے بہت ہی درد میں ڈوبے ہوئے، اخلاص سے روشن خطوط ملے ہیں کہ ان کے اوپر اظہار تشکر کی مجھ میں طاقت نہیں ہے لیکن اس کثرت سے آرہے ہیں کہ یہاں کے موجودہ سٹاف کی رُو سے یہ بھی ممکن نہیں کہ جیسا کہ میری خواہش تھی کہ ہر ایک کو اس کے مضمون کے مطابق شکریے کا جواب دوں بلکہ اب تو تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ ۔ باقاعدہ ایک تحریر چھپوا کر بھجوانا بھی ممکن تو ہوگا لیکن جہت مشکل ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ خطبے کے آخر پر ایسے تمام احباب کا دلی شکریہ ادا کروں۔ ان کا دل یہ ضرور چاہتا ہوگا کہ میں ان کی تحریر پڑھوں اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کے جذبات کا مطالعہ کروں، یعنی تحریر کی روشنی میں تو میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔ ہر شخص کی تحریر کے اندر جو باریک لطافتیں چھپی ہوئی تھیں۔ جو خاص ان کے تجربات تھے .... بھائی کے ساتھ ان کی جو واقفیت یا ان کے فیض کا ذکر ہے۔ وہ ساری باتیں میں نے جذب کیں اور ہر شخص کا اس کی حیثیت اور توفیق کے مطابق شکر گزار ہوا اور اسی کے خط کے مضمون کے مطابق اس کے لئے دعا گو ہوا۔ پس میرے اسی شکریے کو کافی سمجھا جائے اور اس خطبے کے ذریعے میں تمام احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں ....

دوسرا پہلو میری اہلیہ کی اچانک بیماری کا ہے۔ ان کو دل کا دورہ ہوا لیکن چونکہ ذیابیطس بھی تھی اور بیماری کی شکل میں کچھ اور ایسے الجھاؤ تھے کہ جس کی وجہ سے طبیب کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ پہچان سکے کہ وہ دل کا دورہ ہے اور اچھے سے اچھا طبیب بھی اس معاملے میں دھوکہ کھا جاتا ہے چنانچہ باوجود اس کے کہ دل کا بے حد شدید حملہ تھا جس سے عموماً انسان جانبر نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور چار پانچ دن اسی حالت میں کہ پتہ بھی نہیں کہ دل کی تکلیف ہے وہ پھرتی بھی رہیں، سفر کی میری تیاری بھی کرواتی رہیں اور شدید تکلیف میں رہیں لیکن نہ احساس ہونے دیا کہ کیا ہو رہا ہے، نہ پوری طرح بتایا۔ جب آخر پتہ چلا تو ڈاکٹر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے کہا کہ یہ تو ناممکن نظر آتا ہے کہ دل کے اتنے شدید حملے کا مریض بچ جائے اور پھر مسلسل سیڑھیاں چڑھ رہا ہے، اتر رہا ہے۔ کپڑے پیک کر رہا ہے، سفر کی تیاری کر رہا ہے۔ یہ تو ناقابلِ یقین بات ہے لیکن اس کو یہ نہیں پتہ کہ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے دعا گو جماعت ہے اور ان کی بیماری کی خبر کے بعد جو دعائیں ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب تھا۔ وہ دعاؤں سے پہلے بھی بعض دفعہ قبول فرما لیتا ہے اور اس کثرت سے احبابِ جماعت کے خطوط ملے ہیں اور درد سے اس قدر بلک بلک کے ساری دنیا میں احباب نے دعائیں کی ہیں کہ یہ ناممکن تھا کہ ان کا فیض نہ پہنچتا۔

پس یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو خدا سے براہِ راست نور یافتہ ہوں۔ خدا سے براہِ راست فیض یافتہ ہوں۔ وہ بھی سورج بن کر ابھرتے ہیں اور تمام عالم میں ان کا فیض پہنچتا ہے۔ اس لئے اگر فجی ہو یا امریکہ ہو یا افریقہ ہو یا پاکستان یا ہندوستان، کہیں بھی کوئی احمدی ہے اس کی دردناک دعاؤں کا فیض میں نے ضرور دیکھا ہے کہ ہم تک پہنچتا رہا۔ اور آخری شکل یہ ہے کہ جن ماہرین نے دیکھا ان میں سے ایک نے ہمارے ایک احمدی ماہرِ قلب کو فون پر بات کرتے ہوئے امریکہ کہا کہ میں خلاصۃً صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ معجزہ ہے۔ اس کے سوا ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا واقعہ ہو گیا کیونکہ جس بیماری میں بظاہر مرنا یقینی تھا اس بیماری سے نہ صرف شفا ملی بلکہ اس کے بعد مسلسل اس بیماری کو چیلنج کیا گیا کہ آؤ مار کے دکھاؤ۔ اور پھر بھی بیماری کو مارنے کی توفیق نہیں ملی اور پھر شفا اس نوعیت کی ہوئی کہ ماہرِ قلب نے خود مجھے بتایا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا ہوا ہے۔ کوئی بیماری کا بداثر جو دل کے ساتھ زندگی بھر چمٹ جایا کرتا ہے وہ ان کی صورت میں نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر احتیاط کی جائے، ابھی تو وقت لگے گا، تین مہینے ابھی اس زخم کو مندمل ہونے میں لگیں گے جو کافی بڑے حصے پر واقع ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ احتیاط تو لازماً ہے لیکن اب تک جو صورت حال ابھری ہے وہ یہی ہے کہ اس کی اُن پیچیدگیوں سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ہے جو بالعموم ایسے مریضوں کو لاحق ہو جایا کرتی ہیں۔

اس ضمن میں ایک چھوٹا سا دلچسپ واقعہ بھی سنا دوں اور اس سے انسان کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ بعض دفعہ ضروری نہیں کہ الہام ہو لیکن ایسے واقعات ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے پیغام بن جاتے ہیں اور انسان ان کو پیغام کے طور پر سمجھ لیتا ہے اور اس کی پہچان کے بھی واضح نشانات ہوا کرتے ہیں۔ جس وقت ان کی بیماری نے شدت اختیار کی اور ڈاکٹر نے بالآخر ہمیں بتایا کہ دل کا شدید حملہ ہے اور COMPLETE HEART FAILURE میں جا چکی ہیں اس وقت دعا کے بعد میں لیٹا تو میں نے ٹیلی ویژن خبروں کے لئے آن کیا لیکن عجیب بات ہے کہ اس چینل پہ خبروں کی بجائے پنجابی کی ایک قوالی یہاں انگلستان میں آرہی تھی اور وہ قوالی یہ تھی (مجھے لفظ تو پورے یاد نہیں) کہ

ع جیہنوں سائیاں رکھے اُنوں نہ مارے کوئی

جس کو سائیں نے رکھنے کا فیصلہ کیا اس کو مار کوئی نہیں سکتا اور قوالوں کی طرح وہ اسی مصرعے پہ اڑا ہوا تھا یہی کہے جا رہا تھا۔ اچانک مجھے خیال آیا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ میری دعا کا جواب دے رہا ہے کہ یہ مریض وہ ہے جس کو مارنے کی پوری کوشش کی گئی مگر خدا نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ نہیں مارنے دینا اسلئے تم لوگ کچھ نہیں کر سکتے جو مرضی کر لو خدا نے اس مریض کو نہیں مرنے دینا۔

اب یہ دل کا ایک تأثر ہو سکتا تھا

باقی صٹ پر

اخبار احمدیہ

ربوہ: ۱۵ر اخاء (اکتوبر) حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارے میں ۱۴ر اکتوبر رات گیارہ بجے کی آمدہ اطلاع مندرجہ ذیل ہے۔

"طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہتر ہے۔ احباب کرام کامل شفا کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ حضرت بیگم صاحبہ احباب اور خواتین کی دعاؤں کا شکریہ ادا کرتی ہیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۶ ، اخاء ۱۳۶۹ ہش ۱۶ ، اکتوبر ۱۹۹۰ء

پاکیزگی اور طہارت کا لباس

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں
"تقویٰ کے معنی بچاؤ کرنے کے ہیں۔ انسان کا نفس جسم ہے۔ پاکیزگی اور طہارت اس کا لباس ہے اور دنیاوی پلیدیاں اور گندگیاں کانٹے ہیں جو ہر وقت پاکیزگی اور طہارت کے لباس کو پھاڑنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ انسان کا یہ کام ہے کہ اپنی ساری زندگی میں اس راستہ سے صحیح و سلامت گزرنے کی کوشش کرے اور اس کو ایک تنگ راستہ سمجھے"۔

پہلے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان پاکیزگی اور طہارت کا لباس تیار کرے۔ اگر اس کے پاس یہ لباس ہی نہ ہوگا تو اسے کانٹوں کا کیا ڈر ہوگا اور وہ اس بات سے کیوں پریشان ہوگا کہ یہ لباس پھٹ نہ جائے۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے کانٹے نظر ہی نہیں پڑیں گے۔ اس لئے کہ ان کانٹوں ہی کو تو وہ اپنی زندگی سمجھتا ہوگا۔ یعنی وہ پلیدی اور گندگی میں زندگی گزار رہا ہوگا اسی لئے نہ اسے تقویٰ کا خیال آئے گا اور نہ وہ اسے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

اگر ہم پاکیزگی اور طہارت کا لباس حاصل کر لیں تو یقیناً ہمیں ہر وقت اس بات کا احساس رہے گا کہ اسے محفوظ رکھنا ہے۔ نہ یہ میلا ہو نہ یہ پھٹے۔ اور ہر وہ بات جو اس پر داغ دھبے ڈال سکتی ہو ہم اس سے بچیں گے اور وہ ہر فعل جو اس کی دھجیاں بکھیرے اس سے ہم دور رہیں گے۔ گویا کہ ہر طرح اس کی حفاظت کریں گے۔ پاکیزگی اور طہارت کے لباس ہی کو ہم ایمان بھی کہہ سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس کے دل میں ایمان ہے اس کے پاس ایک خزانہ ہے جسے وہ ہر ممکن طریق پر چوروں سے بچائے گا۔ چور شیطان ہے اور وہ کوشش کرے گا کہ اس چور ــ شیطان ــ کو اپنے ایمان کے پاس تک نہ پھٹکنے دے۔

اس سلسلہ میں ہم حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) کا یہ ارشاد بھی پیش کرنا چاہیں گے حضور فرماتے ہیں

"انسان جب تک عملی طور پر ثابت نہ کر دیوے کہ وہ حقیقت میں خدا پر سچا اور پکا ایمان رکھتا ہے تب تک وہ فیوض اور برکات حاصل نہیں ہو سکتے۔ جو مقربوں کو ملا کرتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں پاکیزگی اور طہارت کا لباس دے۔ اسے محفوظ رکھنے کی توفیق دے اور اس کی حفاظت ہمارے ایمان کو سچا اور پکا بنا دے۔

بادل تو کبھی رہ میں رکاوٹ نہیں بنتے
بھیجو تو دعاؤں کو سرِ عرش بریں تم
دربارِ خداوند سے ملتا ہے سبھی کو
چپ رہنے سے رہ جاؤ نہ محروم کہیں تم

ـــــــ ابوالاقبال

تڑپ اٹھتی ہیں موجیں اور بھی ٹکرا کے ساحل سے

سُنا ہے میکدے میں مَیں نے یہ رندانِ کامل سے
نہاں رہتا ہے رازِ ساغرِ مے چشمِ غافل سے

یہ زندانِ بلا بھی کچھ فزوں ہے تیری محفل سے
طرب انگیز پیہم گونج اٹھتی ہے سلاسل سے

مجھے بھی ہو گئی ہے ناخدا ساحل سے دلچسپی
تڑپ اٹھتی ہیں موجیں اور بھی ٹکرا کے ساحل سے

طلسمِ آئنہ خانہ تحیّر در تحیّر ہے
نگاہیں جب اُٹھیں تو بجلیاں اُٹھّیں مقابل سے

تری چیرہ نگاہی نے انہیں تقسیم کر ڈالا
وگرنہ خار و گُل پیدا ہوئے ہیں ایک ہی گِل سے

ابھی اُٹّھا نہیں منزل کی جانب اک قدم میرا
خضر کہتا ہے تو آگے نکل جاتا ہے منزل سے

ترا ہی ہاتھ ہے غافل جو پھیلا ہے ترے آگے
طلب کرتا ہے تُو ہی عاجزی کی بھیک سائل سے

پنپتا ہے جنوں آزاد صحرائی ہواؤں میں
ارے او قیس دیوانے ترا کیا کام محمل سے

اٹھائے ہیں کروڑوں چرخ نے اس رقص سے فتنے
جو بسمل میں ہوا ہے منتقل شمشیرِ قاتل سے

یہ زنجیرِ طلائی اور امیدِ عدل اور تجھ سے؟
مرا یہ طنز کہہ دے کوئی جا کر شاہ عادل سے

مگر تنویر بھی تھا ڈوبنے والے سفینے میں
وگرنہ موج سر اپنا پٹکتی کیوں ہے ساحل سے

روشن دین تنویر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر

اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے

علمی مسائل

ایک شخص دنیا کی اصلاح اور اس کے درست کرنے کے لئے مامور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اس کی سب کوششیں اکارت چلی جاتی ہیں اور وہ ایک ایسی جماعت چھوڑ جاتا ہے جو بے دین اور منافق اور خدا سے دور ہو اور جس میں صرف ۲/۲ مومن پائے جاتے ہوں تو یقیناً اس کا دعویٰ سچا نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ ایک کام کے لئے بھیجے اور پھر وہ اس کام میں ناکام ہو جائے اس کی کامیابی اسی صورت میں سمجھی جا سکتی ہے ۔ جب اس کی تربیت یافتہ اور اس کی صحبت سے مستفیض ہونے والی جماعت کا بیشتر حصہ اس کے اثر سے متاثر ہو ۔ اور اس کی تعلیم کا حامل اور اس پر پوری طرح عامل ہو ۔ ورنہ اس کی آمد بالکل فضول اور اس کی بعثت بالکل عبث ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ۔ کہ کوئی نیک اور پاک جماعت تدریجی مراحل طے کئے بغیر اچانک شرارت اور فتنہ کا مجسم نمونہ بن جائے ۔ پس جو مذہب یہ بتاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور ان کے بعد خدمتِ اسلام کرنے والے لوگ درحقیقت منافقوں کی ایک جماعت تھے اور اسلام صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دم تک تھا یا آپ کے بعد آپ کے چند رشتہ داروں کے دلوں میں اس کا اثر محدود ہو کر رہ گیا ۔ وہ یا تو قانون قدرت اور انبیاء کی شان سے بالکل ناواقف ہے ۔ یا پھر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا در پردہ مخالف ہے ۔ کہ آپ کو ناکام ثابت کرنا چاہتا ہے اور اسلام کو ایک بے ثمر درخت اور اس کی تعلیم کو ایک بے ثمر تعلیم بتا کر دشمنوں کو خوش کرتا اور اسلام کی وقعت کو گرانا چاہتا ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بڑے گناہوں میں سے ایک یہ بھی گناہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کو گالی دے ۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کوئی ایسا بدبخت بھی ہو سکتا ہے جو اپنے ماں باپ کو گالیاں دے ۔ آپ نے فرمایا ہاں جب وہ کسی کے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے ۔ اور دوسرا اس کے جواب میں اس کے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے ۔ تو درحقیقت یہی شخص اپنے ماں باپ کو گالیاں دلانے والا ہوتا ہے اسی طرح جن لوگوں کو کوئی قوم اپنے روحانی ہادیوں میں سے سمجھتی ہو ان کی عزت اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ کرتی ہے ۔ پس ان کی نسبت اگر کوئی قوم یہ الفاظ استعمال کرتی ہے کہ وہ منافق اور بے ایمان تھے تو درحقیقت وہ اپنے بزرگوں کو گالیاں دیتی ہے اور یہ ایک خطرناک جرم ہے ۔ جس سے افتراق اور اختلاف کی خلیج وسیع ہو جاتی ہے ۔ پس اول تو یہ کہنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں سے صرف ۲/۲ مومن تھے باقی تمام لوگ منافق ( ) اور بے ایمان تھے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور آپ کے اعلیٰ درجے کے روحانی کمالات پر اعتراض کرنا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے آپ کو انبیاء کا سردار قرار دیتے ہیں اور قرآن کریم سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے ۔ لیکن ایسا کہنے والے تو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے بھی آپ کو ادنیٰ قرار دیتے ہیں ۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی خدا تعالیٰ قرآن مجید میں تعریف کرتا ہے (صف ع ۲) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ ان کی قوم کے گو سارے نوجوان ایمان نہیں لائے تھے ۔ مگر کچھ لوگ ایمان لے آئے تھے ۔ (یونس ع ۹) اور کچھ لوگوں سے مراد ۲/۲ مومن نہیں ہو سکتے ۔ دوسرے پس ایمان والے فلاح پا گئے ۔ فرما کر اللہ تعالیٰ نے شیعیت کے اس حملے کا بھی رد کر دیا ہے ۔ اور بتا دیا ہے کہ ان کا یہ نظریہ نہایت غلط اور بے بنیاد ہے ۔ مومنوں کا لفظ اس جگہ استعمال کیا گیا ہے ۔ جمع سالم ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ ایسے مومن بہرحال تین یا ۳ سے زیادہ ہونے چاہئیں ۔ اور اگر ان سات اقسام کو جو اگلی آیات میں بیان ہوئی ہیں ۔ مدنظر رکھا جائے تو ایسے مومن کم سے کم ۲۱ ضرور ہونے چاہئیں ۔ حالانکہ شیعہ صرف ۲/۲ آدمیوں کو مومن قرار دیتے ہیں ۔ دوسرے اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو سچے مومن ہیں وہ کامیاب ہوں گے ۔ اور واقعات سے ظاہر ہے کہ کامیاب ابوبکرؓ ہوئے عمرؓ ہوئے ۔ عثمانؓ ہوئے ۔ حضرت علیؓ ــــ تو ساری عمر ان لوگوں کے وظیفہ خوار رہے اور جب ان کو حکومت ملی تو خود اپنے آدمیوں نے ان کی مخالفت کی ۔ اور اپنے آدمیوں کے ہاتھ سے ہی مارے گئے ۔

پس معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت کے افراد جو تمام صحابہؓ کو مومن قرار دیتے ہیں وہی حق پر ہیں نہ کہ وہ جن کی نگاہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو صرف ۲/۲ مومن نصیب ہوئے ۔ صحابہؓ کا مقام تو ایسا بلند تھا کہ خود قرآن کریم ان کی تعریف کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ انہوں نے اپنی نیکی اور تقویٰ اور اخلاص میں وہ مقام حاصل کر لیا تھا کہ خدا ان سے راضی ہو گیا تھا ۔ چنانچہ فرماتا ہے (آیت ۱۴ ع ۱۳) یعنی جو لوگ مہاجرین اور انصار میں سے نیکیوں میں سبقت لیجانے والے ہیں اور وہ لوگ بھی جو کامل اطاعت دکھلاتے ہوئے ان کے پیچھے چلے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ۔ اس نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ۔ وہ ان میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے ۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے ۔ لیکن شیعہ عقیدہ کے متعلق تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا بھولا بھالا اور سادہ ہے کہ وہ منافقوں کے دھوکے میں بھی آ جاتا ہے اور ان سے بھی راضی ہو جاتا ہے ۔ اب بتاؤ جن مہاجرینؓ اور انصار سے خدا راضی ہو گیا اور جن کو اس نے اپنی جنت میں داخل کر لیا اور انہیں ہمیشہ کے لئے اپنی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ عطا کر دیا ۔ ان کو منافق قرار دینا کیا خود اپنے نفاق اور کمی ایمان کی علامت نہیں ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ مرد زیور نہ پہنے ۔ وہ ریشم استعمال نہ کرے اسی طرح سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ۔ عورتوں کے لئے زیور حرام نہیں مگر ان کے لئے بھی عام حالات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیورات کو ناپسند فرمایا ہے ۔ گو اس وجہ سے کہ وہ مقامِ زینت ہیں ۔ زیورات کا استعمال ان کے لئے جائز ہے مگر اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ زیورات پر اس قدر خرچ کیا جائے کہ ملک کی اقتصادی حالت کو نقصان پہنچ جائے ۔ یا انہیں اس قدر زیورات بنوا کر دیئے جائیں کہ ان میں تفاخر کی روح پیدا ہو جائے ۔ یا اس کے نتیجے میں لالچ اور حرص کا مادہ ان میں بڑھ جائے ان کے لئے زیورات کی اجازت ہے مگر ایک حد کے اندر لیکن مردوں کے لئے زیورات کا استعمال قطعی طور پر حرام قرار دیا گیا ہے اسی طرح وہ برتن جو سونے چاندی کے ہوں ان کا استعمال بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممنوع قرار دیا ہے ۔ اس ضمن میں وہ اشیاء بھی آ جاتی ہیں جو عام طور پر محض زینت یا تفاخر کے لئے امراء اپنے مکانوں میں رکھتے ہیں ۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ اپنی کوٹھیوں کی زینت کے لئے ایسی ایسی چیزیں خرید لیتے ہیں جن کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا ۔ مثلاً بعض لوگ چینی کے پرانے برتن خرید کر اپنے مکانوں میں رکھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے ایک بڑی قیمتی چیز خریدی ہے ۔ یورپین لوگوں میں خصوصیت کے ساتھ یہ نقص ہے کہ وہ پانچ پانچ دس دس ہزار روپیہ اس قسم کے برتن خریدنے پر صرف کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ وہ برتن ہیں جو آج سے اتنے ہزار سال پہلے کے ہیں ۔ یا پرانے قالین بڑی قیمت پر خرید کر اپنے مکانوں میں لٹکا دیتے ہیں حالانکہ ویسے ہی قالین ۵۰ ـ ۶۰ روپے میں آسانی سے مل جاتے ہیں ۔ لیکن محض اس لئے کہ وہ لوگوں کو یہ بتا سکیں کہ یہ قالین فلاں بادشاہ کا ہے ۔ یا فلاں زمانے کا ہے وہ بہت کچھ روپیہ ایسے خریدنے پر برباد کر دیتے ہیں اسلام کے نزدیک یہ سب لغو چیزیں ہیں ۔ اور ان میں کوئی حقیقی فائدہ نہیں ۔ کیونکہ صرف دولت کے اظہار کے لئے لوگ ان چیزوں کو خریدتے اور اپنے روپے کو برباد کرتے ہیں ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یورپین لوگوں کو اگر آج پتہ لگے کہ کسریٰ کا قالین ان کو مل رہا ہے تو شائد اس کے لئے وہ ایک کروڑ روپیہ بھی دے دیں ۔ لیکن مسلمانوں کے نزدیک اس کی اتنی حیثیت تھی کہ ایک

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

بچّوں کیلئے چوٹی کانفرنس

گذشتہ اتوار کے روز ۷۲ ممالک کے رہنما امریکہ میں اس عزم کے لئے اکٹھے ہوئے کہ دنیا کے غریب ترین بچوں کی صحتمند زندگی کے مواقع بہتر بنانے کی تدابیر پر غور کریں۔ دنیا کی اس بچوں کے لئے منعقد کی گئی چوٹی کانفرنس میں شرکت کرنے والے تمام ممالک نے اس بات کا عہد کیا کہ وہ مل جل کر ایسی تدابیر پر عمل کریں گے جن سے دنیا کے ۱½ کروڑ کے قریب بچوں کا ½ حصہ بچایا جا سکے۔ یہ وہ بچے ہیں جو ۵ سال کی عمر سے پہلے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔

اس چوٹی کانفرنس میں شرکت کرنے والے رہنماؤں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ سال ۲۰۰۰ تک بچوں کی کم غذائیت والی خوراک کی مقدار کو نصف تک پہنچا دیں گے۔ گویا کہ جتنے بچوں کو جس قدر کم غذائیت والی خوراک اب مل رہی ہے اس سے نصف خوراک کو بہتر بنا دیا جائے گا۔ اسی طرح ایسے پروگراموں پر بھی عمل کیا جائے گا کہ جو عورتیں زچگی کی حالت میں فوت ہو جاتی ہیں ان کی تعداد کم کی جائے۔ صاف پانی لوگوں کو مہیا کیا جائے۔ اور اسی طرح تمام لوگوں کے لئے ابتدائی تعلیم کا بھی انتظام ہو۔ انہوں نے اپنے اعلامیے میں کہا ہے کہ بچے معصوم ہوتے ہیں اور جلدی متاثر ہو جانے والے اور دوسروں کے زیر اثر رہنے والے افراد ہیں۔ اعلامیہ میں یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ بچے مختلف باتوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے بے چین ہوتے ہیں۔ وہ خاصی حد تک اپنے آپ کو مصروف رکھنا چاہتے ہیں اور ہمیشہ پر امید ہوتے ہیں اسی لئے ان کا یہ وقت یعنی بچپن کا وقت خوشی کا اور امن کے ساتھ کھیلنے اور معلومات حاصل کرنے کا ہونا چاہیئے۔ ان کے مستقبل کو تمام لوگوں کو مل جل کر صحیح راستے پر ڈالنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انہیں بچپن کے بعد کا زمانہ دیکھنے کا موقعہ ملنا چاہیئے اور انہیں نئے تجربات کر کے نئی باتیں معلوم کرنی چاہئیں۔ لیکن یہ افسوس کی بات ہے کہ بہت سے بچوں کو یہ چیزیں میسّر نہیں ہوتیں۔ جب یہ چوٹی کانفرنس منعقد کی جا رہی تھی تو جنرل اسمبلی میں خاصی گہما گہمی نظر آتی تھی۔ گفت و شنید میں بھی خاصی گرمجوشی پائی جاتی تھی۔ بار بار بچوں کی افسوسناک

حالت کا ذکر کیا جاتا تھا اور یہ بھی کہا جاتا تھا کہ یہ حالت صرف غریب ممالک میں نہیں ہے بلکہ زیادہ خوشحال اور امیر ممالک کے شہروں میں بھی بچوں کی یہی حالت ہے۔ باوجود اس کے کہ اپنے خیالات پیش کرنے والوں نے نہایت گرمجوشی کا اظہار کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی مزید رقم فراہم کرنے کا وعدہ نہیں کیا۔ جن لوگوں نے ان ضروریات کا اندازہ لگایا ہے ان کے مطابق مزید ۲۰ ارب ڈالر ہر سال اور آئندہ دس سال کے لئے ضرور فراہم کئے جانے چاہئیں۔ اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ بچوں کی بہتر دنیا ہمارے ہاتھوں میں ہے جیسا کہ متعدد سربراہان ممالک نے یہ بات پیش کی ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ بات کینیڈا کے وزیر اعظم نے کہی۔ آپ اس سیشن کے شریک چیئرمین بھی تھے۔ سربراہان ممالک کو تقریر کے لئے زیادہ سے زیادہ ۴ منٹ دیئے جاتے تھے اور ان میں جارج بش بھی شامل ہیں۔

اس چوٹی کانفرنس میں اقوام متحدہ کا ماحول بھی بدل کر رہ گیا۔ موضوعات جن کا انتخاب کیا گیا تھا ان کے مطابق ہر جگہ بچے موجود تھے۔ اقوام متحدہ کے سکول کے طلباء نے آنے والے رہنماؤں کا ایک عوامی گیت گا کر استقبال کیا۔ بچوں نے اپنے اپنے ملک کے لباس پہنے ہوئے تھے اور بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ ان کی تصاویر اتاری جا رہی تھیں۔ ان بڑے لوگوں میں عمران خان بھی شامل تھے جو یونیسف کے سفیر ہیں۔ افتتاحی اور اختتامی اجلاس میں بہت سے بچوں کو شریک کیا گیا تھا تا کہ وہ ان دونوں اجلاسوں کی کارروائی بذاتِ خود سن سکیں۔ اقوام متحدہ نے اپنی رپورٹ میں یہ بتایا کہ ہر سال کالی کھانسی سے ۲۸۰۰۰ بچے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ خسرے کی وجہ سے آٹھ ہزار اور ٹیٹنس کی وجہ سے چار ہزار ملیریا ۵۵۰۰ بچوں کی موت کا باعث بنتا ہے جبکہ اسہال سے ۲۲ ہزار ہلاک ہوتے ہیں اور نمونیہ سے ۱۲ ہزار۔ بہت سے مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے تیسری دنیا میں اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جائے گی کہ شرح پیدائش کو کم کیا جائے۔ مختلف ممالک کے صدران وزرائے اعظم اور بادشاہوں نے اتوار کے روز اقوام متحدہ کو بتایا کہ دنیا کے پاس وسائل اور معلومات موجود ہیں جن سے بچوں کو بچایا جا سکتا ہے لیکن ضرورت مزید روپے اور سیاسی ذمہ داری کی اور لگن کے ساتھ کام کرنے کی ہے۔ بچوں کے ایک گانے کے بعد سات ملکوں کے رہنماؤں نے اس بات پر زور دیا کہ جب تک انتہائی غربت کو دُور نہیں کیا جائے گا اور صحت کے متعلق سکیموں کو بروئے کار نہیں لایا جائے گا۔ اور خوراک اور تعلیم مہیا نہیں کی جائے گی۔ بچوں کا بچایا جانا ممکن نہیں۔

عبدالباسط شاہد

معمّر طالب علم

بڑھاپا ایک ایسا طبعی عمل ہے جسے بالعموم پسند نہیں کیا جاتا۔ ہمارے ہاں تو کسی معمر بزرگ کو بوڑھا کہہ دیا جائے تو اسے بہت ہی ناگوار گزرتا ہے۔ کسی شاعر نے ایسے جذبات کا اس طرح اظہار کیا کہ ؎

جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا
جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

بڑھاپا کسے کہتے ہیں۔ انسان کس عمر میں بوڑھا ہو جاتا ہے۔ بڑھاپے کے اسباب و وجوہ کیا ہیں۔ ان اسباب و وجوہ کو روکا یا دُور رکھا جا سکتا ہے۔ یہ اور ایسے ہی متعدد اور سوال اور ان پر بحث و تمحیص ہمیشہ سے جاری رہے گی YOU ARE NEVER TOO OLD TO LEARN کے ایک مصنف WILBER CROS نے مختلف مثالوں۔ تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں ایک مفید مشورہ دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ گریگ ہیز نامی ایک شخص کالج کی پڑھائی میں نہ چل سکنے کی وجہ سے فوج میں ملازم ہو گیا۔ کسی نہ کسی طرح چار سال وہاں گزارے مگر اسے یہی لگا کہ یہ اس کے بس کا روگ نہیں ہے۔ پھر اس نے جائیداد کی خرید و فروخت کا کاروبار شروع کر دیا مگر یہاں بھی اسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اس پر وہ بہت افسردہ رہنے لگا۔ سر درد کا روگ لگ گیا بلکہ دل کی دھڑکن بے قاعدہ ہو جانے سے کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو گیا۔ ۴۵ سالہ گریگ اپنی تمام بیماریوں سے نجات پا گیا اس نے کونسی ایسی کایا پلٹ دوائی استعمال کی؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس نے ایک ایسے کالج میں داخلہ لے لیا جہاں شام کو پڑھائی ہوتی تھی اور پڑھائی میں دلچسپی اور محنت اس کی تمام بیماریوں کا علاج ٹھہری۔

رابرٹسن پیک کو شدید اعصابی تکلیف تھی۔ اس وجہ سے نہ صرف اس کی ملازمت جاتی رہی بلکہ اسے اپنی بیوی سے بھی محروم ہونا پڑا۔ وہ مالی مشکلات کی وجہ سے اپنی انجنیئرنگ کی تعلیم کو ادھورا چھوڑنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اپنے خاندانی ڈاکٹر کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے اس نے اپنی تعلیم دوبارہ شروع کر دی۔ یہ مشورہ مفید ثابت ہوا۔ رابرٹسن نہ صرف ایک کامیاب انجنیئر ثابت ہوا بلکہ وہ ایک صحت مند اور خوش و خرم خاوند اور باپ بن کر کامیاب زندگی گزارنے لگا۔

ایملی اور رالف اچھی بھلی ازدواجی زندگی گزارتے ہوئے اکتاہٹ اور تکان سی محسوس کرنے لگے۔ زندگی میں دلچسپی ختم ہو گئی۔ کسی ہمدرد ناصح کے مشورہ کے مطابق انہوں نے ورزش کے ذریعہ اس پر قابو پانے کی کوشش کی جس میں کسی قدر کامیابی تو ضرور ہوئی مگر جلد ہی ورزش ان کے معمولات کا حصہ بن گئی اور قریباً پہلی حالت ہی ہو گئی۔ خوش قسمتی سے انہوں نے آثار قدیمہ کے ایک کورس میں داخلہ لے لیا۔ اس مصروفیت کی وجہ سے انہیں پہاڑوں پر چڑھنا اور پُر مشقت سفر کرنا پڑتا تھا اور اس طرح انہیں کسی بھی جمنازیم میں کی جانے والی ورزش سے زیادہ مفید ورزش کا موقع مل گیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ کچھ سیکھنے اور حاصل کرنے کے جذبہ سے ان کے جسم کے ساتھ ساتھ ان کے دماغ

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالسمیع خان

بیت المقدس کی مذہبی اہمیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کے قبلہ مقرر کئے جانے سے قبل رجب ۲ ہجری تک بیت المقدس (یروشلم) کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے مسلمانوں کا قبلہ اول دراصل حرم بیت المقدس میں واقع ایک چٹان (صخرہ) ہے جس کے اوپر ایک قبہ بنایا گیا ہے اور اب یہ "قبۃ الصخرۃ" کہلاتا ہے۔

اگرچہ عہد نامہ قدیم میں صخرہ کا کوئی خاص ذکر نہیں لیکن طالمود (TALMUD) اور ترگمز (TARGUMS) میں اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کی مذہبی اہمیت کا ذکر حضرت داؤد علیہ السلام سے ۸۰۰ سال پہلے سے ملتا ہے۔ عرب کنعانی قبائل کی ایک شاخ یبوسیوں کے فرمانروا ملک صدق (MELCHIZEDEK) نے یہیں اپنی قربان گاہ بنائی تھی۔ اور یہ علاقہ کنعانیوں کا مذہبی مرکز تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مقام پر عبادت کی اور ملک صدق سالم کو اپنے مال کا دسواں حصہ دیا۔

(پیدائش۔ ۱۴ باب۔ آیات ۱۸ تا ۲۲)

ایک روایت کے مطابق یہ وہی مقام ہے جہاں ابراہیم نے اپنے بیٹے اسحاق کو قربان کیا تھا یعنی موریاہ کا پہاڑ۔

(پیدائش ۲/۲۲)

یہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیت ایل BETHEL تھا اور انہوں نے خدا سے کلام کیا تھا۔ یہیں ارونا یبوسی (ORAWNATHEJEBVSITE) کی خرمن گاہ تھی (سموئیل ۲ باب ۲۴ آیت ۱۶)

روایات سابقہ

یہ علاقہ حضرت داؤد علیہ السلام نے خرید لیا۔ اور اسی میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے "ہیکل" بنایا۔ اس ("قبۃ الصخرا") سے انبیاء سابقین کی روایات وابستہ ہیں۔ اور معراج کے موقعہ پر روایات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اس جگہ سے ہوا تھا۔

"کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم سے بھی دو ہزار (۲۰۰۰) سال پہلے فرشتے اس کا طواف کر چکے تھے"۔

ایک روایت میں ہے کہ طوفان نوحؑ کے بعد حضرت نوحؑ کی کشتی اس چٹان پر آ کر رکی تھی۔ اکثر مفسرین و محدثین کے مطابق صخرہ جنت سے بھیجی ہوئی ایک چٹان ہے۔ اور اسی لئے اسے "بیت الجنۃ" بھی کہا جاتا ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء نے اسی چٹان پر عبادت کی ہے۔ روایات کے مطابق یہ چٹان یہودیوں کی سوختنی قربانی کی قربان گاہ تھی۔ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں یہودی اپنی قربانیاں اس پر لا کر رکھ دیتے تھے۔ اور آسمان سے آنے والی آگ کا شعلہ اس کو جلا کر راکھ کر دیتا تھا۔ جو ان کی قربانی کی قبولیت کی علامت سمجھی جاتی تھی۔

(بحوالہ اسلامی انسائیکلوپیڈیا زیر لفظ قبۃ الصخرا)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ خداتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ صخرا کو قبلہ بنائیو۔

(بحوالہ دائرۃ المعارف زیر لفظ قبۃ الصخرۃ)

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبۃ اللہ کی تعمیر نو کے بعد حضرت ابراہیمؑ جب واپس کنعان پہنچے تو انہوں نے صخرہ پر جو ان کی قربانی کی یادگار تھا۔ اور جس کے متعلق انہیں بتایا گیا تھا۔ کہ یہ مقام بڑا محترم اور مہبطِ انوارِ الہیّہ ہے۔ کوئی عبادت گاہ بنادی تھی۔ یہ واقعہ قریباً ۱۹۰۰ سال قبل مسیح کا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً اسی صخرہ کو مسجد اقصیٰ کے نام سے پکارا ہے اور آپ کی ایک حدیث اس کی تعمیر کے وقت پر بھی لطیف انداز میں روشنی ڈالتی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ حضرت ابو ذر غفاری کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سی مسجد پہلے پہل بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا۔ "مسجد حرام"۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سی؟ آپ نے فرمایا اس کے بعد "مسجد اقصیٰ" میں نے پوچھا ان دونوں میں کتنا عرصہ تھا فرمایا چالیس (برس)

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء و مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۵۰)

بعض تاریخی حقائق

بیت المقدس کو قبلہ کس وقت مقرر کیا گیا؟ اس کے متعلق تاریخی حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا قبلہ بھی بموجب حکم الٰہی" .... "خانہ کعبہ" ہی تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے درخواست کی تھی کہ

"ہم نے مِدبر میں حج "تہواہ" کے لئے جانا ہے اور وہاں قربانیاں کرنی ہیں۔ (خروج ۵/۱ ، ۱۰/۹)

"مِدبر" کے معنی وادیٔ غیر ذی زرع کے ہیں اور یہ بیابان عرب کا قدیم نام ہے احادیث اور روایات سے کئی بنی اسرائیلی انبیاء کے حج بیت اللہ کا ثبوت ملتا ہے۔ خصوصاً حضرت موسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت صالحؑ اور حضرت یونسؑ کا نام حضورؐ نے لیا ہے۔

(بحوالہ مسند احمد۔ اخبار مکہ۔ طبرانی)

بنی اسرائیل کی ۴۰ سالہ مسافرت کے دور میں وحیٔ خداوندی کے مطابق ایک مسکن عبادت بنایا گیا۔ یہ "خیمہ اجتماع" بھی کہلاتا ہے۔ یہ بنی اسرائیل کی سفری مسجد تھی۔ جہاں وہ جاتے۔ بتائے ہوئے نمونہ کے مطابق "خیمۂ اجتماع" نصب کر لیتے۔ اردگرد ۱۲ اسباط اپنے خیمے لگا لیتے۔ یہ خیمۂ اجتماع اپنی شکل و صورت اور مذہبی رسومات کے لحاظ سے "کعبۃ اللہ" ہی کا ماڈل اور نمونہ تھا۔ اس خیمۂ اجتماع کا گراؤنڈ پلان "نیو ورلڈ بائیبل ٹرانسلیشن" کے آخری صفحہ پر موجود ہے۔ اور اس کی حرم مکہ سے بڑی حد تک مماثلت ہے ـــ بیت المقدس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی خرید کردہ زمین پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ہیکل تعمیر کیا تو مسکن عبادت لا کر اس میں رکھ دیا اب بنی اسرائیل ہیکل کی طرف رُخ کر کے عبادت کرتے تھے۔ "قبۃ الصخرہ" اس ہیکل کے شمالی جانب ہے اور یہ دونوں حرم قدس کے اندر واقع ہیں اس لئے عام طور پر یہ سارا حرم قبلہ سمجھا جاتا ہے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا کہ آپؐ صخرۂ بیت المقدس کی طرف منہ کریں۔

چنانچہ آپؐ مکہ میں نماز پڑھتے ہوئے ایسے طور پر بیت المقدس کی طرف رخ کرتے تھے کہ کعبہ بھی سامنے رہے اور بیت المقدس بھی۔

مگر جب آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو پھر یہ طریق جاری نہیں رکھا جا سکتا تھا کیونکہ بیت المقدس مدینہ سے شمال کی طرف تھا اور مکہ جنوب کی طرف۔ چنانچہ آپؐ صرف بیت المقدس کی طرف منہ کرتے رہے۔ بعد میں خدا تعالیٰ نے آپ کا رُخ خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر سورۃ البقرہ جلد ۲ ص ۲۳۳)

بیت المقدس قبلہ کیوں؟

تاریخی حقائق کے مطابق بنی اسرائیل کے دشت نوردی کے دور میں بیت اللہ کے ظل کے طور پر اس ہیکل پر بننے اور بگڑنے کے کئی دور آئے جس وقت مسلمانوں نے اس علاقے کو فتح کیا تو اس وقت ہیکل برباد ہو چکا تھا اور اس کی جگہ پر صدیوں سے ملبے اور غلاظت کے ڈھیر پھینکے جاتے تھے اسی جگہ حضرت عمرؓ کے ارشاد پر مسجد اقصیٰ تعمیر کی گئی۔

پس مسجد اقصیٰ یا "ہیکل سلیمانی" کا قبلہ اول کے ساتھ محض اتنا تعلق ہے کہ یہ حرم قدسی کے اندر واقع ہے اور حرم کی جنوبی دیوار کے ساتھ ہے۔

ورنہ اصل قبلہ تو حرم کے درمیان میں مسجد اقصیٰ کی شمالی سمت دو سو گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔

حضرت عمرؓ جب بیت المقدس میں داخل ہوئے تو آپ نے صخرہ پر نماز ادا کی ـــ اور یہاں ایک مسجد کی تعمیر کا حکم دیا جو تاریخ میں "مسجد عمرؓ" کے نام سے معروف ہے آج کل چٹان پر ایک ہشت پہلو عمارت ہے جسے اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے تعمیر کروایا تھا۔

حرفِ آخر

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ قبلہ اوّل یعنی صخرہ نامعلوم مدت سے تقدیس کا مرکز چلا آتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی قربانیوں کے ذریعہ خداتعالیٰ نے اس کے تقدس کو دوبارہ اجاگر کیا۔ یہی صخرہ مسلمانوں کا قبلہ اوّل بنا۔ اسی کے قریب حضرت سلیمان نے ہیکل تعمیر کیا۔

بیت المقدس ان شہروں میں

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفسیات

میاں سلمان احمد بابر

عہدِ حاضر — ایک نفسیاتی جائزہ

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جہاں سائنس انسان کی مادی فلاح کے لئے دن رات کائنات کے پوشیدہ خزانے کھول رہی ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ سماجی علوم بھی انسانی سماج اور تہذیب کے امور پر سے پردہ اٹھا رہے ہیں انسانی وجود کے پر اسرار عمل کو بے نقاب کیا جا رہا ہے۔ علم کی فراوانی سے ہمارا سماجی نظام اور اس کے عوامل اس تیزی سے بدل رہے ہیں کہ انسانی ذہن ان تبدیلیوں کا ساتھ نہیں دے پا رہا۔ نت نئی ایجادات ہو رہی ہیں۔ آج جو سہولتیں انسان کو میسر ہیں ایک صدی قبل کا انسان انکا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اگر سو سال پہلے کا انسان آج کی دنیا میں دوبارہ آجائے تو وہ اسے جادو کی دنیا سمجھے گا۔

ان تمام آسائشوں اور سہولتوں نے جہاں زندگی کو آسان بنایا ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ انہوں نے ہمارے رہن سہن کے طریقوں اور اخلاقی اقدار کو بھی تبدیل کر دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آج کا انسان اس ذہنی سکون سے محروم ہے جو ایک صدی قبل اسے نصیب تھا۔ انسان دن بدن فطرت اور انسانی جذبات کی اس ہمہ رنگ کائنات سے دور ہوتا جا رہا ہے جس سے وہ بامعنی انداز سے صدیوں سے جڑا رہا ہے۔

آج کے دور میں انسان ایک طرف ان دیکھی فتوحات کے طلسمات میں گھرا ہوا ہے تو دوسری طرف وہ اپنی تباہی کو حقیقت کے روپ میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔ انسانی تخیل کی بیکراں قوت تیزی سے زوال پذیر ہوتی اسے نظر آرہی ہے۔ وہی تخیل جو انسان کو فطرت کی وسعتوں اور خود ہی نوع انسان سے جوڑتا ہے اور اس کے وجود میں جذبات کو موجزن رکھتا ہے۔ تخیل جو انسان کو دوسرے انسانوں کے جذبات، دکھ درد اور تجربات میں شریک رکھتا ہے۔ مگر آج تخیل اور جذبے کے بحران کی وجہ سے انسان خود پرست اور تنگ نظر ہوتا جا رہا ہے۔ وہ اپنے جذبات اور احساسات میں دوسروں کی مداخلت ناپسند کرتا ہے اور دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونا اپنی توہین سمجھتا ہے۔ انسانی قدروں کے احساس اور احترام سے اس کا وجود عاری ہوتا جا رہا ہے۔

یہ صورت حال بڑی تشویش ناک ہے اس لئے بھی کہ یہ سب کچھ انسان کی آزادی اور جمہوری کلچر کے فروغ کے لئے کیا جا رہا ہے اور اس کے پیچھے فرد کی آزادی اور انسانی تہذیب کو زندہ رکھنے کے پُرفریب نعرے بھی چھپے ہوئے ہیں۔

نتیجہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے انسان آج حیوانی جبلتوں کے قریب اور انسانیت سے دور ہوتا جا رہا ہے مغرب ہو یا مشرق، بے رحمی تشدد اور اذیت پسندی انسان کا معمول بنتا جا رہا ہے۔ اس صورت حال کا المناک پہلو یہ ہے کہ انسان بیگانگی کے اذیت ناک عمل سے گزر رہا ہے۔ اپنے پیشے اور پیداواری عمل سے وہ اس لئے لاتعلق ہو گیا ہے کہ اس کی محنت کا اسے مناسب اور جائز صلہ نہیں مل رہا۔ نامناسب اور ناسازگار حالات میں اس کا یہ رویہ قوانینِ نفسیات کے عین مطابق ہے۔

آج کا انسان اپنے ماحول اور سماج سے بھی لاتعلقی کا اظہار کرتا ہے۔ شاید اس لئے کہ غیر منصفانہ سماج کو بدلنے اور اسے اپنے خوابوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش میں وہ ناکام ہو چکا ہے۔ اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہو پا رہی جس کے نتیجے میں اس کے وجود پر مایوسی، محرومی اور تھکن کا احساس طاری ہے۔ وہ اپنے معاشرے اور اپنے وطن میں اپنے آپ کو جلاوطن محسوس کرتا ہے بلکہ کبھی کبھی خود اپنے وجود سے بھی بیگانہ نظر آتا ہے۔

عہد حاضر میں ذرائع ابلاغ بھی خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ کتابیں علم کے ساتھ ساتھ انسان کو بصیرت سے بھی روشناس کرواتی ہیں اور اس کے ذہن کے دریچے بھی کھولتی ہیں۔ لیکن آج کے دور میں ریڈیو ٹی وی اور اخبارات وغیرہ جہاں اتنے مفید ثابت ہوئے ہیں۔ وہاں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ انسانی ذہن کی دھار کو کند کر رہے ہیں اور اس کی صلاحیتوں کو ناکارہ بنا رہے ہیں دل و دماغ پر ان کا اثر اس قدر شدید ہوتا ہے کہ انسان سوچنے اور انتخاب کرنے کی آزادی کھو بیٹھتا ہے یا اسے محدود کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں غور و فکر کی صلاحیت کمزور پڑنے لگتی ہے۔

انسان چاہتا ہے کہ فکری تہذیب کے ارتقائی عمل میں آزادیٔ فکر و اظہار اور قوت تنقید نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ افلاطون اور ارسطو سے عہد وسطیٰ کے مفکرین آگسٹائن اور دانتے تک اور پھر روسو سے کارل مارکس تک بے شمار دانشوروں اور مفکرین نے انسانی فکر کے کارواں کو آگے بڑھایا ہے۔ بعض مذہبی اور سیاسی پابندیوں کے باوجود انسان آزادیٔ فکر کے سہارے دنیا کو نئی تہذیبی فتوحات سے مالا مال کرتا رہا ہے لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ انسانی تہذیب کے ارتقاء کا یہ بنیادی سرچشمہ خشک ہوتا جا رہا ہے اور کم از کم مستقبل قریب میں کسی بڑے تخلیقی نظریے کو قبول کرنے کی سکت انسان میں نہیں ہے۔

آج انسان فطرت کے بیکراں مظاہر سے دوستی اور ہم آہنگی کے صدیوں پرانے رشتے کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے استحصال پر آمادہ ہے۔ جنگل کٹ رہے ہیں۔ دریا خشک ہو رہے ہیں۔ سبزہ ختم ہو رہا ہے۔ فیکٹریاں لگائی جا رہی ہیں۔ دوسرے جاندار فنا ہو رہے ہیں۔ مختلف خطوں کے موسم اور آب و ہوا بدل رہے ہیں۔ ہر طرف ماحولیاتی توازن تیزی سے بگڑ رہا ہے اور اس کو روکنے اور سنبھالنے کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں وہ ناکافی ہیں۔

دورِ حاضر میں انسان خود پرست ہوتا چلا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں ایک دوڑ لگی ہوئی ہے جس نے ہمیں ہمارے ماحول اور عزیز و اقارب اور بالکل خود اپنے آپ سے بیگانہ بنا دیا ہے۔ آپ کسی بڑے شہر کے کسی مصروف چوک میں صبح کے وقت گذرنے والوں کا تھوڑی دیر تک مشاہدہ کریں۔ آپ کو ایسا لگے گا کہ ہر شخص مشین کے پہیئے کے ساتھ بندھا ہوا ہے جو تیزی سے گھوم رہا ہے۔ ہر کوئی جلدی میں ہے کہ کہیں وہ مادہ پرستی کی اس دوڑ میں پیچھے نہ رہ جائے۔ جہیز کا مطالبہ بھی اس دوڑ میں آگے نکلنے کی ایک کوشش ہے۔

آج کے انسان نے فطرت سے اپنا سیدھا سادہ صدیوں پرانا رشتہ توڑ لیا ہے جس کے نتیجے میں وہ ذہنی، اعصابی اور اخلاقی طور پر پسماندہ ہوتا جا رہا ہے وہ باطنی ہم آہنگی اور سکون سے محروم ہو گیا ہے۔ وہ اعصابی تشنج اور ذہنی انتشار کا شکار ہے۔ اس کے وجود کی مرکزیت اور احساس و فکر میں پایا جانے والا استحکام ختم ہوتا جا رہا ہے اور انسان خود اپنی شناخت سے محروم ہوتا جا رہا ہے اور آج کا شاعر یہ کہنے پر مجبور ہے۔ ؎

یہ سہاروں کے لئے خوش رنگ نام ہو گئے فریب
دوست، واقف، جاننے والے، شناسا، آشنا

احمد فراز نے بیگانگی کے اسی احساس کو شاید اس طرح بیان کرنا پسند کیا ہے ؎

بالآخر تھک ہار کے یارو ہم نے یہ تسلیم کیا
اپنی ذات سے عشق ہے سچا باقی سب افسانہ ہے

آج کے انسان کی ایک اور بدقسمتی تحفظ کا فقدان ہے۔ وہ بے شک ظاہری طور پر تندرست و توانا اور مضبوط نظر آتا ہے لیکن اندر سے کھوکھلا ہے۔ آج کا انسان عدم تحفظ کا شکار ہے اور یہ احساس ہر وقت سوتے جاگتے اس کے ذہن کے لاشعوری حصے سے دستک دیتا رہتا ہے۔

حال ہی میں ایک دو چونکا دینے والی رپورٹیں نظر سے گذری ہیں کہ ہمارے سائنس دان پانچویں قوت کی دریافت میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف یہ بات مسئلہ بنی ہوئی ہے کہ منفی مادے کو کس طرح محفوظ رکھا جا سکے کیونکہ اگر ایٹمی مادے آپس میں ٹکرا جائیں تو اس کا مطلب ہوگا خوفناک تباہی۔

درحقیقت ہمارا دور ہی نہیں بلکہ شاید ہر تاریخی دور تضادات کا دور رہا ہے۔ تاریکی کے ساتھ ساتھ روشنی کا سفر بھی رہا ہے۔ مجاز لکھنوی نے اسی مفہوم کو کچھ اس طرح بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

؎ مہر صدیوں سے چمکتا ہی رہا افلاک پر
رات ہی طاری رہی انسان کے ادراک پر
عقل کے میدان میں ظلمت کا ڈیرہ ہی رہا
دل میں تاریکی دماغوں میں اندھیرا ہی رہا

لیکن پچھلے چند برسوں میں دنیا کے بڑے ممالک کے سربراہوں نے ترک اسلحہ کے سلسلے میں جو اقدامات کئے ہیں اور جو تجاویز زیر غور ہیں وہ انسان کے لئے روشنی کی ایک کرن ہیں۔ اگر یہ کوششیں کامیاب رہیں تو امید کی جا سکتی ہے کہ اگلی صدی کے ساتھ ایک نئی دنیا جنم لے گی۔ اپنے مسائل کو حل کرنے اور ایک نیا عزم اور نئی بیداری انسان میں پیدا ہوتی نظر آرہی ہے۔ اور امید کی کرن نظر آرہی ہے کہ شاید اکیسویں صدی میں انسان صدیوں کے استحصال اور افلاس سے نجات پا کر آسودگی، آزادی کھلے پن اور نئی جمہوری قدروں کی علامت بن جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا

○ محترمہ طلعت نصیر صاحبہ اہلیہ میجر نصیر احمد خان صاحب کئی دنوں سے بیمار ہیں اور CMH جہلم میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ کی ہمشیرہ نصرت یاسمین صاحبہ شوگر اور گردوں میں انفیکشن کی وجہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ آج کل زیادہ تکلیف ہے۔

○ مکرم عباس احمد صاحب ملہی آف بھوڈی ملیاں تقریباً ایک ماہ سے بیمار ہیں اور مشن ہسپتال سیالکوٹ میں داخل ہیں۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

چوہدری فضل احمد صاحب وفات پاگئے

افسوس محترم چوہدری فضل احمد صاحب آف حیدر آباد مورخہ ۷، اکتوبر ۹۰ء کو دن کے دس بجے شاہی بازار حیدر آباد میں ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے گر گئے اور راجپوتانہ ہسپتال میں چار گھنٹے کی کشمکش کے بعد اپنی جان اپنے رب کے سپرد کر دی۔

۸، اکتوبر بعد نماز عشاء بیت المبارک ربوہ میں مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے جنازہ پڑھا اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ چوہدری صاحب موصوف نے ۱۹۳۵ء میں مطالبہ وقف پر اپنے آپ کو وقف کیا تھا۔ پھر چالیس سال تک مسلسل شاندار طریقہ سے وقف کو نبھایا۔ آپ تحریک جدید کی اراضی واقعہ سندھ پر مینیجر رہے۔ اور خوب دیانتداری اور جفاکشی سے محنت کی۔ زمینوں کو آباد کرایا۔ باغ لگوائے۔ ہر ایک سے دوستی پیار کرنا ان کا شیوہ تھا۔ احمدیت سے بہت محبت تھی۔ ۱۵ ستمبر کو مکرم امیر صاحب حیدر آباد کی نمائندگی میں ربوہ میٹنگ میں شامل ہوئے۔ آخری بار دوستوں سے ملاقات کر کے سانگھڑ تشریف لائے۔ ۱۹، ستمبر کو واپس حیدر آباد چلے گئے۔ احمدیت کا صحیح نمونہ تھے۔ اُن کی اولاد تین بیٹے اور چھ بیٹیاں ہیں۔ سوائے ایک بیٹی کے باقی سب شادی شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے دوست دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انکو اپنے بے شمار رحمتوں اور فضلوں سے نوازے۔

متوجہ ہوں

مکرم ملک بشیر احمد صاحب اعوان انسپکٹر مال وقف جدید کو پروگرام دورہ کے مطابق واپس مورخہ ۱۴، ستمبر ۹۰ء کو دفتر رپورٹ کرنا تھی۔ ابھی تک واپس نہیں پہنچے۔

مکرم ملک بشیر احمد صاحب اعوان یہ اعلان پڑھتے ہی فوراً پہنچ کر دفتر وقف جدید میں رپورٹ کریں۔

(ناظم مال وقف جدید)

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

لیکن اسی شام جب میں ہسپتال بی بی سے ملنے گیا تو انہوں نے یہ عجیب بات بتائی۔ کہتے ہیں کہ اس ہسپتال میں تو نہ کوئی گانے، نہ شور، نہ ٹیلی ویژن دل کی انتہائی نگہداشت (INTENSIVE CARE) ہے، آواز بھی باہر سے نہیں آتی۔ جس وقت میرا ای سی جی ہو رہا تھا اس وقت اچانک کہیں سے ایک ٹیلی ویژن یا ریڈیو آن ہوا ہوگا تو یہ آواز بار بار پنجابی گانے کی آرہی تھی کہ ع جینوں سائیاں رکھے اُونوں نہ مارے کوئی

اب اس ہسپتال میں میں بار بار گیا ہوں میں نے ایک دفعہ بھی نہ ریڈیو کی آواز سنی نہ ٹیلی ویژن کی آواز سنی اور انتہائی نگہداشت میں ویسے بھی آوازیں نہیں پہنچا کرتیں لیکن خدا نے یہ بتانا تھا کہ یہ بھی الہام کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی آوازوں کے ذریعے جو کہ عام قانون میں جاری ہیں یہ ایک پیغام پہنچا دیتا ہے اور اسے تقویت دینے کی خاطر اس اعجازی رنگ میں اس کو دہراتا ہے کہ انسان کے لئے شک کی گنجائش نہ رہے اور پھر شفاء کے بعد کے جو واقعات ہیں وہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ثابت کرتے ہیں کہ یہی خدا کا فیصلہ تھا۔۔۔۔ اور مجھے یقین ہے کہ اصل تو یہ کہنا چاہئے کہ صرف خدا کا فیض ہے لیکن اس فیض کو بندوں میں دوسرا لطف پیدا کرنے کی خاطر وہ دعاؤں کے ساتھ ملا دیا کرتا ہے تاکہ بندوں کو یہ بھی لطف آئے کہ ہمارا بھی ہاتھ لگا ہوا ہے پس ان معنوں میں میں دعاؤں کا ممنون ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے محبت کرنے والے احباب جماعت کا ہاتھ بھی لگوا دیا ورنہ اصل میں تو ہر فیض اسی سے جاری ہوتا ہے اور اسی کے فیصلے کے مطابق جاری ہوتا ہے۔ بہرحال تمام احباب جماعت کا میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ جتنے بھی خط ملتے ہیں میں خود بھی بڑے غور سے پڑھتا ہوں اور پھر بی بی کو بھی پہنچا دیتا ہوں وہ بھی پڑھتی ہیں اور ہر ایک کا پیغام ان تک براہِ راست بھی پہنچ رہا ہے۔۔۔۔"

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

کی ضروری مطلوبہ ورزش ہونے لگی اور وہ پوری طرح صحت مند ہو گئے۔

تعلیم بالغاں کے پروگرام دنیا کے قریباً ہر ملک میں مقبول ہو رہے ہیں جس میں شامل ہو کر لاکھوں لوگ 'سکول روم' کی طرف واپس جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر ڈاراب سیمپ نے ۲۰۰۰ سے زائد افراد پر تحقیق کر کے یہ انکشاف کیا کہ ایسے بہت سے شواہد ملے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ مفید تعلیم کے تسلسل کو قائم رکھنے سے اچھی صحت کے حصول میں بہت مدد ملتی ہے

بڑھتی ہوئی عمر کے مسائل کا لمبا تجربہ رکھنے والے ڈاکٹر جان بی لوسنز کا کہنا ہے کہ تعلیم میں لگن اور مستعدی وچستی عمر کے اضافہ کے ساتھ پیدا ہونے والے مسائل اور خون کی شریانوں میں سختی کے عمل کو کم کرتی ہے۔ اور یہ ایسی چیز ہے جو جسم کے تمام اعمال و جوارح اور تمام حسیات پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔

امریکہ کی ایک ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ اکیڈیمی نے ساٹھ سال یا اس سے زیادہ کے سینکڑوں افراد کا انٹرویو کرنے کے بعد یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ تعلیم کا شوق صحت کو برقرار رکھنے کا ایک یقینی ذریعہ ہے اور یہ کہ 'کلاس روم' بہترین علاج ہے ہر اس شخص کے لئے جو صحت مند رہنا اور زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔

ماہر نفسیات جیمز ری بائرن کا خیال ہے کہ عمر کی اضافہ کی وجہ سے جسمانی کمزوری وانحطاط کے رستہ میں تعلیم بہت اچھی روک ہے۔ ان کے نزدیک عمر کے ہر حصہ میں حصولِ تعلیم ایک پسندیدہ امر ہی نہیں ایک ضرورت ہے۔

ورزش کی طرح تعلیم وہ شخص بھی شروع کر سکتا ہے جس نے پہلے کبھی اس کا تجربہ نہ کیا ہو اور عمر کے کسی بھی حصہ میں یہ مفید کام شروع کیا جا سکتا ہے۔

نورڈہم یونیورسٹی کے COLLEGE AT SIXTY کے لنکن سنٹر نیویارک کے انچارج مسٹر آدم سن اپنے تجربات کی روشنی میں کہتے ہیں کہ ہمارے پروگرام سے وہی لوگ زیادہ استفادہ کر سکتے ہیں جو تعلیم میں اپنی دلچسپی برقرار رکھتے ہیں کیونکہ ان کی ذہنی صلاحیتیں بہترین ہوتی ہیں۔

ایک ELDER HOSTEL کے پریذیڈنٹ کے تجربات کا نتیجہ بھی یہی ہے کہ ہمارے اندازے سے بھی کہیں بڑھ کر 'کلاس روم'، طلسماتی دوا ثابت ہوا ہے۔ معمر افراد کو کلاس روم کے تقاضوں کو پورا کرنے اور باقاعدہ نوجوان طالب علموں کی طرح کامیابی سے کچھ سیکھنے کے نتیجہ میں جو بشاشت و خوشی حاصل ہوتی ہے وہ ان کے بڑھاپے کو دور رکھنے کا سبب بنتی ہے ان کے نزدیک یہ بہترین ٹانک ہے۔

ان تمام تجربات اور جدید طریق تعلیم کے ماہرین جو موجودہ زمانے کی بے شمار تعلیمی سہولتوں اور مشینی ذرائع سے مالا مال ہیں کے "انکشافات" کو سامنے رکھتے ہوئے صاحب مکارم اخلاق۔ معلم اخلاق فاضلہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "مہد سے لحد تک تعلیم حاصل کرتے رہو" کتنا مفید، مؤثر، جامع، پُر حکمت اور ایمان افروز ثابت ہوتا ہے

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

سے ہے جن کو نوع انسانی کا ایک بڑا حصہ عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے کئی انبیاء یہاں مبعوث ہوئے۔ یہ شہر مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے یکساں متبرک ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آغاز میں اسی کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ اسی کی طرف آپؐ کا اسراء ہوا۔ یہیں آپؐ نے انبیاء کی امامت کرائی۔ یہاں حضرت داؤدؑ۔ حضرت سلیمانؑ اور کئی دوسرے انبیاء کے مقابر ہیں۔ جن میں حضرت زکریاؑ بھی شامل ہیں۔

شہر کا وہ مقدس حصہ جس کی بنیاد پر یہ شہر عقیدتوں کا مرکز ہے "حرم شریف" کہلاتا ہے اس کا طول ۱۲۰۰ گز عرض ۶۶۰ گز ہے۔

مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرہ اسی حرم کے اندر واقع ہیں۔

حرم کی مغربی دیوار کا ۵۰ فٹ لمبا ایک "ٹکڑا"، "دیوار گریہ" کہلاتا ہے۔ یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ ہیکلِ سلیمانی کی باقیات میں سے ہے وہ یہاں کثرت سے گریہ زاری کرتے رہتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد انعام غوری۔ منیر احمد خادم۔ نسیم سیفی۔ منیر احمد حافظ آبادی۔ منظور احمد گجراتی۔ انگلستان کے ایک دورے کے ساتھ

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

جنگ میں کسریٰ نے کہا کہ مسلمان افسر میرے پاس لائے جائیں میں ان کے ساتھ خود بات چیت کرنا چاہتا ہوں اس پر صحابہؓ کا ایک وفد اس کے پاس گیا اور ان کے سردار اپنے بھدے جوتوں کے ساتھ قالین پر اپنا نیزہ مارتے ہوئے اس کے پاس پہنچے۔ بادشاہ ان کی اس حرکت کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اور کہنے لگا آپ لوگوں میں کوئی تمیز ہی نہیں حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ بادشاہ ہو کر بھی قالین کی عزت کرتا تھا اور مسلمان غریب ہو کر بھی صرف خدا کی عزت کرتا تھا۔ اور کسریٰ کے پاس ہونے کی وجہ سے قالین اس کی نظروں میں کوئی عزت نہیں رکھتا تھا۔ وہ صرف اس چیز کی عزت کرتا تھا۔ جس چیز کی خدا عزت کرتا تھا۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ساری باتوں کو عملاً ناجائز قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ مومن کا یہ کام نہیں کہ ان لغو کاموں میں اپنے وقت کو ضائع کرے اور اس قسم کی بیکار چیزوں پر اپنے روپیہ کو برباد کرے۔ آج کل کے لحاظ سے سینما اور تھیٹر وغیرہ بھی اس حکم کے نیچے آجائیں گے کیونکہ سینما اور تھیٹر وغیرہ پر بھی ملک کی دولت کا ایک بہت بڑا حصہ ضائع ہوتا ہے۔ یورپ کی آزاد حکومتیں جو اپنی اقتصادی ترقی کے لئے ہمیشہ کوشش کرتی رہتی ہیں۔ ان کی تو یہ حالت ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سینما اور تھیٹر بناتی ہیں تاکہ وہ لوگ جو سینماؤں کی کمی کی وجہ سے اس تعیش سے محروم ہیں وہ بھی اس میں حصہ لے سکیں اور ان کی دولت اور ان کا وقت بھی اس پر صرف ہو لیکن اسلام ان تمام چیزوں کو جو بنی نوع انسان کے لئے قطعی طور پر مفید نہیں بند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم ان کی اجازت نہیں دیتے اگر اسلام کے ان احکام پر پوری طرح عمل کیا جائے تو امراء کی ظاہری حالت بھی ایک حد تک مساوات کی طرف لوٹ آئے کیونکہ ناجائز کمائی کا ایک بڑا محرک ناجائز اور بے فائدہ اخراجات ہی ہوتے ہیں۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دار النصر غربی ربوہ۔ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

DOCTORS PLEASE :

کیوریٹو ہومیوپیتھک میڈیسنز عرصہ ۳۰ سال سے مخلوق خدا کی خدمت کیلئے استعمال ہو رہی ہیں۔ اگر ان جدید ادویات کے ذریعہ آپ نے کسی "لاعلاج" قرار دی گئی ضدی بیماری یا کسی سرجیکل کیس SURGICAL CASE کا بغیر آپریشن کامیاب علاج کیا ہو تو براہ کرم اکی رپورٹ جلد بھجوائیں تاکہ اسے زیر ترتیب کتاب 30 YEAR'S RESEARCH AND EXPERIMENTATION IN CURATIVE SYSTEM OF HOMOEOPATHY میں آپ کے نام کے ساتھ شامل کیا جاسکے۔

خاکسار۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر۔ کیوریٹو کلینک۔ ربوہ فون: ۶۰۶ - ۶۰۷

خبریں

ملکی خبریں

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ فوج کے اقتدار سنبھالنے کی افواہیں غلط ہیں انہوں نے کہا کہ چترال کے علاقہ میں سرحدی خلاف ورزی کی خبر شر انگیز ہے۔ افواج پاکستان ملکی دفاع کیلئے پوری طرح تیار ہیں۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ انکے شوہر آصف زرداری کو گرفتار کرنے کا مقصد ان کی ازدواجی زندگی کو ناکام بنانا ہے۔

○ چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر جسٹس افضل ظلہ نے کہا ہے کہ پریس کا رویہ شرمناک ہے اس رویے کی صرف نشاندہی کی جارہی ہے ورنہ سنجیدہ ایکشن لیا جائے تو چھوٹے بڑے کئی جیل جاسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ججوں کے ریمارکس کو سیاق و سباق سے ہٹ کر شائع کیا جاتا ہے۔ ایک اخبار کچھ لکھتا ہے دوسرا کچھ اور۔ انہوں نے یہ ریمارکس سرحد اسمبلی کی تحلیل کے خلاف سرحد ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل کی سماعت کے دوران دیئے۔

○ ملک غلام مصطفےٰ کھر نے کہا ہے کہ اگر آئی جے آئی جیت گئی تو وزیر اعظم نواز شریف ہی ہونگے

○ معلوم ہوا ہے کہ خفیہ اداروں نے حکومت کو رپورٹ دی ہے کہ الیکشن میں کوئی پارٹی بھی اکثریت حاصل نہ کر سکے گی۔

○ ایک امریکی ایٹمی ماہر نے کہا ہے کہ اب یہ کہنا ناممکن ہے کہ پاکستان کے پاس کوئی ایٹمی ہتھیار نہیں ہے۔

○ شیخوپورہ کے ہنگاموں میں ۵۵ طلبہ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

○ پاکستان اور نیوزی لینڈ کے درمیان پہلا کرکٹ ٹیسٹ میچ جاری ہے۔ نیوزی لینڈ نے پہلی اننگز میں ۱۹۶ رنز بنائے ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ لبنان کے باغی عیسائی راہنما جنرل مائیکل عون نے ہفتہ کے روز اپنی شکست تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا اور اپنی وفادار افواج کو لبنانی صدر الیاس ہراوی کے ماتحت کام کرنے والی قومی فوج میں شامل ہونے کا حکم دیا ہے۔

○ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ۲۱ فلسطینیوں کو ہلاک کرنے پر متفقہ طور پر اسرائیل کیخلاف مذمت کی ایک قرارداد منظور کی ہے۔ گذشتہ آٹھ سال کے دوران یہ پہلا موقعہ ہے کہ امریکہ نے اسرائیل کے خلاف کسی قرارداد کی کھل کر حمایت کی ہے۔

○ عراق نے دھمکی دی ہے کہ اگر روس نے اس کا کوئی فوجی راز امریکہ کے حوالے کیا تو وہ پانچ ہزار روسی شہریوں کو اپنے ملک سے نکلنے نہیں دے گا۔ یاد رہے کہ حال ہی میں ایک امریکی عہدیدار نے کہا تھا کہ ان کا ملک روس سے عراق کی فوجی طاقت کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنے کی درخواست کرے گا۔

○ سیاسی مبصرین کے مطابق برطانیہ میں اگلے سال انتخابات متوقع ہیں۔ مبصرین کا خیال ہے کہ اگر برطانوی معیشت مضبوط ہونا شروع ہو گئی تو وزیر اعظم تھیچر ۱۹۹۱ء میں انتخابات کروا دیں گی۔ قانون کے مطابق یہ انتخابات ۱۹۹۲ء کے وسط تک ہونے لازمی ہیں۔

○ فلسطینیوں کے ایک گوریلا گروپ نے جنوبی لبنان میں سات اسرائیلی فوجیوں کو ہلاک کر کے بیت المقدس میں فلسطینیوں کی شہادت کا بدلہ لے لیا ہے۔

ضرورت خادمہ
گھر کے کام کاج کیلئے ایک خادمہ کی ضرورت ہے۔
تنخواہ ۵۰۰/- روپے ماہوار کے علاوہ طعام اور رہائش کی سہولت ہو گی۔
رابطہ:۔ مرزا مجیب احمد
احمد برادرز۔ ربوہ
فون ۵۶۷ یا ۵۵۵